مقاصد شریعت اور اِصلاح معاشرہ میں ان کا کردار

(The Objectives of Shari'ah and their Role in Societal Reformation)

ڈاکٹر سید مبارک شاہ*
ڈاکٹر محمد عالم*

Abstract

The higher objectives of Islamic Law (maqāṣid al-Sharī'ah) based upon entire blessing (as stated in a number of places in the Qur'ān (such as 21:107 and10:57) play a vital role in construction and reformation of the human society. The experts of Islamic Law have classified the entire range of maqāṣid-cum- maṣāliḥ into three descending categories of importance: the ḍarūriyyah (the essential), the ḥājiyyah (the complementary) and the taḥsīniyyah (the desirable or the embellishments). The present article briefly explains the relevant terminologies, the basic principles of benefit and harm (al-manfa'ah and al-maḍarrah) as per the Islamic Law along with description of the underlying purposes, with the core purpose of safeguarding the society against all evils.

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خلعتِ ختم نبوت عطا فرمائی۔ آپؐ کی آمد پر نبوت کا سلسلہ ختم فرمایا اور دین اسلام اور اس کے قوانین و نظام کو ابدی حیثیت دیدی جس سے انسانیت قیامت تک راہنمائی حاصل کرتی رہے گی اور یہ اعلان فرمایا۔

'' الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْناً۔ ''[1]

"آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کر دیا"

چنانچہ یہ دین اور شریعت اپنے نظام و مقاصد میں ہر طرح سے مکمل ہے اور اس میں مزید کسی اِضافے یا ترمیم کی گنجائش بالکل نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام جزئیات و

* اسسٹنٹ پروفیسر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور
* اسسٹنٹ پروفیسر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور

فروعات کا استقصاء کیا گیا ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام حالات وزمانوں کے پیش آمدہ واقعات وحوادث اور ضروریات واِحتیاجات کے لئے شریعت اسلامی نے اصول وکلیات اور قواعد واحکام بتادیئے ہیں۔ جن کی بدولت ہر انسانی دور کی رہنمائی ہوتی رہے گی۔ ان اُصول وکلیات اور قواعد کا تعلق شریعتِ اسلامی کے مقاصد سے ہے۔ جو کہ شریعت کی روح اور جان ہے، ان مقاصد کے حصول سے لوگوں کے مصالح پورے ہوں گے اور مفاسد سے بچا جاسکے گا۔ چنانچہ فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ شریعتِ اسلامی کا بنیادی مقصد مصالح کا حصول اور مفاسد کا دفعہ کرنا ہے۔

ان الشریعۃکلھامصالح، امادرء مفاسد او جلب منافع۔[2]

پوری شریعت مصالح ہی کا نام ہے خواہ مفاسد کو دور کرنا ہو یا منافع کا حصول مقصود ہو۔ گویا کہ پوری شریعت اسلامی جلب منفعت اور دفع مضرت کا دوسرا نام ہے، اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ۔ ''الرحمٰن اور الرحیم'' ہے وہ اپنی مخلوق پر انتہائی مہربان ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق خاص کر انسانوں سے اپنے قوانین و احکام کے ذریعے مضرتوں کو دور کردے اور ان کے مصالح کو محفوظ کردے، فقہاء کرام سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۱۰۷ سے جلب منفعت اور دفع مضرت کے اصول کا استنباط فرماتے ہیں۔ مثلاً اس آیت کریمہ کے ذیل میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام لکھتے ہیں:

''فہٰذا اخبار منہ جل وعلابأن ارسال الرسول ﷺ رحمۃ للناس ومن الرحمۃ الاذن لہم علی لسانہِ ﷺفی جلب المصالح و دفع المفاسد''[3]

''یہ اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر کی طرف سے اس بات کا اعلان ہے کہ رسول ﷺ کو رسول بناکر بھیجنا لوگوں کے لئے رحمت ہے اور پیغمبر کی زبان سے جلب مصالح اور دفع مفاسد کی اجازت دینا رحمت ہی کا تقاضا ہے''

ذیل کی آیت کریمہ سے بھی جلب منفعت اور حصولِ مصالح کا مقصد واضح ہوتا ہے۔ ارشادی باری تعالیٰ ہے:

''قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىَ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالْطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ hِىَ لِلَّذِيْنَ آمَنُواْ فِىْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ''[4]

''اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے کہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی زینتیں جو اس نے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں۔ آپ کہیں کہ یہ نعمتیں تو اسی لئے ہیں کہ دنیوی زندگی میں ایمان والوں کے کام آئیں۔ قیامت کے

دن ان کے لئے خالص ہوں گی"

اس آیت کریمہ میں زینت سے مراد جلب منفعت اور حصول مصالح کے وہ تمام سازوسامان ہیں جو زندگی کی قدرتی ضروریات سے زائد ہوں مثلاً اچھا لباس، اچھا کھانا اور معیشت کی تمام بے ضرر آسائشیں اور لذتیں۔

جلب منفعت اور دفع مضرت کا اصول:

جلب منفعت اور دفع مضرت کے شرعی اصول کو روبہ عمل لانے میں یہ شرط لازمی ہے کہ کوئی منافع کے حصول یا اپنے سے مضرت کو دور کرتے وقت کسی اور کو ضرر و نقصان نہ پہنچائے، اس لئے کہ جہاں اس کا مفاد شریعت کے پیش نظر ہے وہاں وہ ساری انسانیت اور اس کے افراد کے انفرادی مفاد کو بھی عزیز رکھتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

''لاضــــــرر ولا ضــــــرار فی الاســــلام'' [5]

"اسلام میں نہ خود نقصان اٹھانا ہے اور نہ دوسروں کو نقصان پہنچانا ہے"

البتہ جہاں پر مفادِ عامہ کے لئے جلب مصالح کی ضرورت ہو گی اور اس کے حصول سے کسی کو انفرادی ضرر لاحق ہو تو مفادِ عامہ کی خاطر ضرر کو برداشت کیا جائے گا۔ کیونکہ اصل مفاد انسانی معاشرے کا ہے اور فرد کو معاشرہ (Society) کے لئے ایثار کرنا لازم ہو جاتا ہے ورنہ مجرموں، فسادیوں اور شریروں کو سزا دینا ممکن نہ ہو گا۔ چنانچہ فقہاء کرام کے ہاں یہ مشہور قاعدہ ہے۔

''یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام''[6]

مصلحت و مضرت میں غالب کا اعتبار:

پھر مصلحت و مضرت کو سمجھنے اور ان کی حدود کو متعین کرنے میں اصول یہ ہے کہ غالب کا اعتبار ہو گا۔ اس لئے یہ دونوں چیزیں اضافی ہیں۔ ایک چیز ہر حیثیت سے مفید یا مضر نہیں ہوتی بلکہ کسی لحاظ سے مفید ہوتی ہے تو کسی لحاظ سے مضر۔ ایسی حالت میں شریعت نے غلبہ کے اعتبار سے منفعت و مضرت کو امر و نہی کا پیمانہ بنایا ہے۔ چنانچہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

''لیس فی الدنیا مصلحۃ محضۃ ولا مفسدۃ والمقصود للشارع ماغلب منہا''[7]

"دنیا میں نہ کوئی خالص مصلحت ہے اور نہ خالص مضرت ہے اس لئے شارع کا مقصد یہ ہے کہ جو غالب ہو گا اس کا اعتبار ہو گا"

عموماً ہر مصلحت کے ساتھ مضرت اور ہر مضرت کے ساتھ مصلحت لگی رہتی ہے۔ شریعت میں اعتبار ان

دونوں میں سے غالب کا ہو گا اگر غالب مصلحت ہے تو اس کا حصول مطلوب شرعی ہے اور اگر مضرت غالب ہے تو اس کا ترک مطلوبِ شرعی ہو گا۔ اس اصول کو قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے لیا گیا ہے۔

''يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا'' [8]

''آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں یہ لوگ پوچھتے ہیں تو کہئے کہ ان دونوں میں بڑا نقصان ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فوائد بھی ہیں ان دونوں کا نقصان ان کے فائدے سے زیادہ ہے''

مصالح کا تعین شریعت سے ہو گا:

جلب مصالح اور دفع مفاسد کا لحاظ ایسی چیز ہے کہ اس کی رعایت کے بغیر احکام و قوانین شرع کی پہچان ممکن نہیں، اس میں شرعی زاویہ نگاہ کا لحاظ ضروری ہے نہ کہ انسانوں کا خود ساختہ زاویہ نگاہ۔ اس لئے کہ انسان اور انسان کی سوچ اور اچھے برے کے امتیاز کے پیمانے مختلف ہو سکتے ہیں اور معاشرہ و ماحول سے انسان کی سوچ اور اچھے برے کے امتیاز کے پیمانے مختلف ہو سکتے ہیں اور معاشرہ و ماحول سے انسان متأثر ہوتا رہتا ہے بنابریں اس کا فیصلہ شریعت نے انسانوں کے اذہان و عقول پر نہیں چھوڑا ہے بلکہ خود ہی مصلحت و مضرت کو بیان کر دیا ہے، چنانچہ فقہاء نے فرمایا ہے۔

''ان الشريعة مبينة على اعتبار المصالح وان المصالح انما اعتبرت من حيث وضعها الشارع كذلك لامن حيث ادراك المكلف'' [9]

''یہ بات درست ہے کہ شریعت کا دار و مدار بندوں کے مصالح پر ہے لیکن مصالح کا اعتبار اس طور سے ہو گا جس طرح شارع نے ان کو مقرر کیا ہے نہ کہ مکلف (بندے) کی سمجھ بوجھ کا اعتبار ہو گا''

وضعِ احکام سے شریعت کے مقاصد:

شریعت احکام اور قوانین کو اس لئے وضع کرتی ہے کہ مخلوقات میں اس کے مقاصد روبعمل آجائیں۔ ہر فردِ بشر کو اپنی زندگی میں سکون، اطمینان اور امن و حفاظت نصیب ہو، یہ مقاصد تین طرح کے ہیں ضروریات، حاجیات اور تحسینیات، چنانچہ علامہ شاطبی لکھتے ہیں۔

''تكاليف الشريعة ترجع اِلى حفظ مقاصد هافى الخلق، وهذه المقاصد لا تعدو ثلاثة اقسام، احدها ان تكون ضرورية،

الثانی ان تکون حاجیۃ، والثالث ان تکون تحسینیۃ'' [10]

''شریعت کے احکام کا مدار مخلوق میں اس کے مقاصد کی حفاظت پر ہے۔ اور یہ مقاصد تین سے زیادہ نہیں۔ ا۔ ضروریۃ ۲۔ حاجیہ ۳۔ تحسینیہ''

ان تینوں کا تعارف:

مقاصدِ ضروریہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے بغیر دین و دُنیا کے مصالح کا قیام نہ ہو سکے، اگر یہ نہ ہوں تو نظامِ دُنیا درست طریقے پر نہ چل سکے گا بلکہ دُنیا اور نظام دُنیا میں انتشار، فساد اور اتلاف حیات واقع ہو جائے گا اور نتیجۃً آخرت کی نجات اور اخروی نعمتوں سے محرومی کی صورت میں واضح نقصان لازم آئے گا۔

حاجیات کے بارے میں علامہ شاطبی فرماتے ہیں: [11]

''واما الحاجیات فمعناھا: انھا مفتقر الیھامن حیث التوسعۃ ورفع الضیق المؤدی فی الغالب اِلی الحرج والمشقۃ اللاحقۃ بفوتِ المطلوب، فاذا لم تراع دخل علی المکلفین۔ علی الجملۃ۔ الحرجُ والمشقۃ ولکنہ لایبلغ الفساد العادی المتوقع فی المصالح العامۃ وھی جاریۃ فی العبادات والعادات والمعاملات والجنایات'' [12]

''رہے حاجیات تو ان کے معنی یہ ہیں کہ ان کی حاجت ہوتی ہے (نظام زندگی) کی وسعت اور تنگی کو اٹھانے کے لئے کہ جس سے عموماً مطلوب کے فوت ہونے سے حرج و مشقت لاحق ہوتی ہے۔ جب اس کی رعایت نہ رکھی جائے تو مکلفین (بندوں) پر فی الجملہ حرج و مشقت آئیگی۔ لیکن یہ حرج و مشقت فساد عادی کے درجے تک نہیں پہنچتی جو مصالح عامہ میں متوقع ہو۔ یہ قسم بھی عبادات، عادیات، معاملات اور جنایات میں جاری ہوتی ہے''

تحسینیات کا تعلق ان چیزوں سے بچنا ہے کہ جو عقل سلیم کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں۔ اچھی عادتوں اور ان تمام خصلتوں کو اختیار کرنا کہ جن کی انسانی مروت تقاضا کرتی ہے، اس میں تمام مکارم اِخلاق اور انسانی عادات و معاملات میں اچھے طریقوں کو اختیار کرنا وغیرہ داخل ہے۔ لیکن تحسینیات کے نہ ہونے سے نظام زندگی میں کوئی بڑا خلل و فساد نہیں آتا اور نہ ہی حاجیات کے عدم کی طرح کوئی تنگی و مشقت میں پڑتا ہے البتہ انسانی زندگی سیدھے راستے سے ہٹ جاتی ہے اور جن صفات کی عقل سلیمہ اور اچھی عادات تقاضا کرتی ہیں ان سے دور ہو جاتی ہیں'' [13]

ضروریات، حاجیات اور تحسینات تینوں، عبادات، عادات، معاملات اور جنایات وغیرہ میں جاری ہوتے ہیں

گویا کہ پوری شریعت اسلامیہ کے تمام احکام ان تینوں مقاصد کے گرد گھومتے ہیں اور ان کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔[14] ضروریات حاجیات اور تحسینیات میں شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں مقصودِ اعظم ضروریات کا حصول ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام ملتوں میں اس پر اتفاق پایا جاتا ہے، یہی اصول دین، قواعد شریعت اور کلیات ملت ہیں جب کہ دیگر فروعات ہیں اور ان میں مختلف ملتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔[15]

حصولِ مصالح اور دفع مفاسد کے اُصول وکلیات:

شریعت کے تمام مصالح اور دفع مفاسد و مضرت انسان کے گرد گھومتے ہیں، اس لئے کہ معاشرت انسان کی حیات سے وجود میں آتی ہے اور انسانی حیات و زندگی میں اہمیت جن چیزوں کی ہوتی ہے شریعت اپنے قوانین و احکام کو ان کے مدار پر چلاتی ہے، چنانچہ انسانی زندگی کا قیام و بقاء اور اس کا سکون و اطمینان اور معاشرے کا امن و استحکام پانچ چیزوں کی حفاظت پر موقوف ہے، جان، دین، نسل، عقل اور مال۔

''ومجموع الضروریاتِ خمسۃ وھی: حفظ الدین، والنفس، والنسل، والمال، والعقل۔ وقد قالوا انھا مراعاۃ فی کل ملۃ۔''[16]

''ضروریات کا مجموعہ پانچ چیزیں ہیں اور وہ حفاظتِ دین، حفاظت جان، حفاظتِ نسل، حفاظتِ مال اور حفاظتِ عقل ہیں''

یہ کہا گیا ہے کہ ہر ملت میں انہی چیزوں کی رعایت رکھی جاتی ہے۔ یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کی حفاظت کا معقول انتظام نہ ہو تو انسان اپنی زندگی بر قرار رکھ سکتا ہے اور نہ اس کو خوش اسلوبی کے ساتھ گزار سکتا ہے، اس لئے تمام معاشروں (Socities) نے ان کی حفاظت کے لئے احکام و قوانین مقرر کئے ہیں اور شریعتِ اسلامیہ کی حقانیت سے استفادہ کرتے ہیں۔ جس سے نظامِ زندگی ہے جس کو اختیار کرنے سے انسانی زندگی کو دُنیا و آخرت کی سرخروئی اور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

ان پانچ کو اُصولِ خمسہ، یا ''کلیات خمسہ'' کہا جاتا ہے شریعت نے ان کی حفاظت کے لئے ایجابی اور سلبی دونوں طرح کے احکامات اور قوانین وضع کئے ہیں کیونکہ صحتِ انسانی کو بر قرار رکھنے کے لئے صالح غذا کے ساتھ ساتھ فاسد غذا سے بھی پرہیز ضروری ہوتا ہے۔ ایسی مصلحتیں جن کے ذریعہ ''کلیاتِ خمسہ'' کی حفاظت و بقاء مطلوب اور دفع مضرت مقصود ہو، فقہاء کی اصطلاح میں ''مقاصدِ ضروریہ'' کہلاتی ہیں۔

حفاظتِ و بقاء جان کے احکام:

شریعتِ اسلامیہ نے انسانی جان کی حفاظت اور اس کی بقاء کے لئے مختلف احکام دیئے ہیں مثلاً کھانے پینے میں پاکیزہ اشیاء اور حلال مشروبات کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یحل لھم الطیبات و یحرم علیھم الخبائث''[17]

''وہ رسول طیبات (پاکیزہ چیزوں) کو لوگوں کے لئے حلال کرتا ہے اور خبائث کو ان پر حرام کرتا ہے''

طیبات وخبائث میں طبیعت سلیمہ کو مدار بنایا گیا ہے چنانچہ طیبات کے بارے میں کہا گیا ہے۔

''المراد من الطیبات الاشیاء المستطابۃ حجب الطبع''[18]

'' طیبات سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جو طبیعت سلیمہ کے لحاظ سے پسندیدہ ہوں''

اور خبائث کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''کل ما یستخبثہ الطبع ویستقذرہ النفس''[19]

''ہر وہ چیز جس کو طبیعت سلیمہ ناپاک سمجھے اور نفس اس کو گندہ تصور کرے''

احادیث مُبارکہ میں ان کی تفصیلات آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں اور جن سے طبائع سلیمہ کے مزاج ورجحان کا پتہ چلتا ہے اور ان کی بنیاد پر فقہاء کرام نے جو تشریحات ذکر کی ہیں ان سے طبائع سلیمہ کی پہچان ہوتی ہے۔ لباس اور دیگر ضروریات زندگی کے احکام بھی اس قبیل سے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

''قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَۃَ اللّٰهِ الَّتِیَ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالْطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ'' [20]

''اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کے برتنے کے لئے پیدا کی ہیں اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں''

دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہے:

''يَا بَنِیْ آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُوَارِیْ سَوْءَاتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوَیَ ذَلِكَ خَيْر'' [21]

'' اے اولادِ آدم ہم نے تُمہارے لئے ایسا لباس مُہیا کیا جو جسم کی ستر پوشی کرتا ہے اور ایسی چیزیں بھی جو زیب وزینت کا ذریعہ ہیں اور تمہیں تقویٰ کا لباس دیا جو کہ بہتر ہے''

یہ تو ایجابی احکام تھے اور سلبی احکام جو بقاء جان اور حفاظتِ حیات کے لئے ضروری ہیں وہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں۔ چُنانچہ قرآن مجید میں قصاص و دیت وغیرہ کے احکام اس سلسلے میں وارد ہوئے ہیں۔ قرآن وحدیث میں قتل کی کئی قسمیں ذکر کی گئی ہیں جن میں قتل عمد میں قصاص ہے اور دیگر صورتوں میں دیت اور کفارہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَلَكُمْ فِيْ الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاْ أُولِيْ الأَلْبَابِ'' [22]

''اے عقل والو تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے''

نیز اندھے قتل میں قسامت کا حکم ہے، اگر کوئی مقتول پایا جائے اور اس کے قاتل کا پتہ نہ ہو تو جس آبادی کے قریب اس کی لاش پڑی پائی جائے تو وہاں کے ۵۰ سربرآور دہ لوگوں سے اس پر قسم لی جائے گی کہ انہوں نے نہ تو اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہی ان کو اس کے قاتل کا کچھ اتہ پتہ ہے۔ [23] اس طرح زخموں (شجاج) کی بھی پوری تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور بعض صورتوں میں قصاص اور بعض صورتوں میں دیت و تاوان لاگو ہوگا۔

حفاظتِ دین کے احکام:

دین کی حفاظت کے لئے عبادات کا پورا نظام ہے، عبادات کے بغیر نہ تو دین کی تشکیل ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کی حفاظت و بقاء کا کوئی سامان ہو سکتا ہے۔ عبادت کے بارے میں بنیادی حکم یہ ہے:

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ '' [24]

عبادات سے انسان کی نفسیات اور اِخلاق و کردار کی اِصلاح ہوتی ہے اس لئے کہ اگر ایک خاص نہج و طریقے پر انسان کی تربیت کا پروگرام نہ چلے تو نفس کی شورشوں اور بغاوتوں سے بچنے کی کوئی صورت پیدا نہ ہوگی۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی دراصل دین کی حفاظت اور اس کی بقاء اور اشاعت و تشہیر ہی کا ایک پروگرام ہے۔ اس لئے اسلام نے اس کو جماعتی زندگی کا ایک نصب العین ٹھہرایا ہے، جس سے ایک طرف تو معروف بڑھتا اور نشو نُما پاتا ہے اور دوسری طرف مُنکر سکڑتا رہتا ہے جس سے صالح تمدن پروان چڑھتا ہے اور تمدن کے لئے نقصان دِہ چیزیں مٹتی چلی جاتی ہیں۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

''كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ'' [25]

''تم تمام اُمتوں میں بہتر اُمت ہو جو لوگوں کی اِرشاد و صلاح کے لئے نکالی گئی ہو تم معروف کا حکم کرتے اور مُنکر سے روکتے ہو اور اللہ پر سچا ایمان لاتے ہو''

ہجرت، نصرت اور جہاد کے احکام بھی دراصل دین کی حفاظت اور بقاء کے لئے ہیں اور ان تینوں کے بغیر حفاظت دین کا عظیم الشان فریضہ سرانجام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ ان تینوں کے بارے میں قرآن حکیم میں متعدد احکامات ذکر ہوئے ہیں اور یہ آیت کریمہ اس لحاظ سے جامع ہے۔

''وَالَّذِيْنَ آمَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آوَواْ

وَّنَصَرُواْ أُولَـئِکَ ہُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقّاً،،[26]

''جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے اِن مُہاجرین کو پناہ اور مدد کی یہ لوگ سچے مؤمن ہیں''

گویا کہ دین کی سچی پیروکاری کے لئے اِن تینوں اعمال کا بجالانا وقت آنے پر ضروری ہے ورنہ دین کی حفاظت کی ذمہ داری میں کوتاہی ہو گی۔ دین کی حفاظت کے سلسلے میں تعلیم و تربیت کو بُنیادی حیثیت حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے مقاصد بعثت میں قرآن حکیم نے تعلیم و تربیت کو بھی شامل فرمایا ہے، جس طرح اس آیت میں کہا گیا ہے۔

''یَتْلُوا عَلَیْہِمْ آیَاتِہِ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ،،[27]

''وہ نبی، اللہ کی آیتیں انہیں سُناتا ہے اور ان کا ہر طرح کی برائیوں سے تزکیہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم انہیں دیتا ہے''

درس گاہوں میں حفاظتِ دین کی خاطر علم نبوت کی تعلیم دی جاتی ہے اور تربیت کے ذریعہ زندگی کو کردار نبوت میں ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس سے ایک طرف عبدیت کی شان پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف زندہ رہنے اور دُنیا میں آباد ہونے کی اہلیت وصلاحیت پروان چڑھتی ہے، اس لئے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت ان ہی مقاصد پر مشتمل ہونی چاہیئے۔

حفاظتِ نسل کے احکام:

شریعتِ اسلامیہ نے نسلِ انسانی کی حفاظت اور بقاء و دوام کے لئے ایسے احکام دیئے ہیں کہ جس سے انسان کی اعلیٰ صفت اور زندگی کا جوہر عفت و عصمت محفوظ ہو اور نتیجۃً انسانی نسل کی حفاظت ہو۔ قرآن حکیم نے زندگی میں بے اعتدالی اور دنیوی غرور و گھمنڈ کے اثرات اور نتائج بیان کرنے کے ذیل میں فرمایا۔

''وَمِنَ النَّاسِ مَن یُعْجِبُکَ قَوْلُہُ فِیْ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَیُشْہِدُ اللّہَ عَلَی مَا فِیْ قَلْبِہِ وَہُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَإِذَا تَوَلَّی سَعَی فِیْ الأَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیِہَا وَیُہْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّہُ لاَ یُحِبُّ الفَسَادَ،، [28]

''بعض لوگ وہ ہیں کہ (دُنیاوی زندگی کے بارے میں) ان کی باتیں آپ کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنے دل کی پاکی پر اللہ کو گواہ ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ دُشمنی و خصومت میں بڑے سخت ہیں اور جب انہیں زمین میں اِختیار و حکومت حاصل ہو تو وہ زمین میں فساد پھیلاتے، کھیتوں اور نسل کو برباد کرتے ہیں اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا''

اِلٰہی شریعت نے حفاظتِ نسل کے لئے عفت و عصمت کے جو اُصول مقرر کئے ہیں وہ جدید دُنیا اور اس سے مرعوب ذہنوں کے تصور سے بالاتر ہیں، اس لئے موجودہ "متجددین" کی نہ کوئی منزل ہے اور نہ ہی کوئی مقام، ان کی غرض اسلام کی خود ساختہ توجیہہ و تاوٗیل ہے جو مغرب کے جدید انسانی تصور کے ہم آہنگ ہو۔ اس سے ان کو بحث نہیں کہ دورِ اوّل میں اِسلامی کردار کیا رہاہے اور اِسلامی تعلیمات کے اصل حاملین نے اس کو کس طرح سمجھاہے۔ نِکاح، مہر، طلاق، نفقہ، نسب اور حضانت و پرورش کے اِسلامی احکام حفاظتِ نسل کے اُصول سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک طرف اگر قوتِ شہوانی اِنسانی فطرت ہے تو دوسری طرف اگر اس کو بے قید اور آزاد چھوڑ دیا جائے تو اس سے اِنسانی معاشرے کے اندر جو بگاڑ و فساد رونُما ہو گا وہ کھلا ہے جس کا نظارہ یورپ کے معاشرے میں شب و روز ہوتا ہے، اس لئے اسلام مرد وزن کے لئے قانونی تعلق کی ایک صورت بتاتا ہے اور وہ نکاح ہے اور اس کے دوام اور باعث خیر و برکت بنانے کے لئے حقوق و فرائض کی تفصیل بھی ذکر فرماتا ہے۔ جس میں مہر، نان و نفقہ، سُکنیٰ و رہائش اور دیگر لوازماتِ حیات کی تفصیلات موجود ہیں۔ اسی طرح مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار ہونے کی صورت میں اس تعلق کو بحسن وخوبی قطع کرنے کے لئے، طلاق، خلع، عدت اور دیگر قانونی و اخلاقی ضابطے عطاء فرمائے ہیں۔[29] نیز سلبی احکام کے طور پر فواحش و بدکاری کی تمام راہوں پر پابندیاں لگائی گئی ہیں نفس و عقل کے تقاضوں میں توازن قائم رکھتے ہوئے ایک طرف عزت و ناموس کی حفاظت کا مکمل انتظام کیا گیاہے، اخلاقیات میں موجودہ دُنیا کی پسندیدگی و ناپسندیدگی کا معیار و بدل گیاہے اسی کا نتیجہ ہے کہ عزت و ناموس اور حفاظتِ نسل کی اہمیت دن بدن گھٹتی جارہی ہے۔ مقررہ حدود و قیود کی خلاف ورزی کی صورت میں شریعتِ اِسلامیہ نے اخروی عذاب کی وعید کے ساتھ ساتھ دنیوی سزائیں "حدود و تعزیرت" کی صورت میں مقرر فرمائی ہیں۔ زنا کی سزا کے بارے میں قرآن کریم کا اِرشاد ہے۔

"اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ"[30]

"زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں کو سو سو کوڑے مارو ان دونوں پر اللہ کا قانون نافذ کرنے میں رحم اور مہربانی حائل نہ ہونا چاہئے اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور سزا دیتے وقت موٗمنوں کا ایک مجمع موجود ہونا چاہیئے"

یہ سزا غیر شادی شُدہ مرد و عورت کی ہے اور شادی شُدہ مرد و عورت کی سزا رجم ہے، اس جُرم کے ثبوت کے لئے اسلام میں کڑی شرطیں مقرر ہیں جن کے بغیر یہ سزا نافذ نہیں ہوسکتی ہے۔ اگر یہ شرائط پائی گئیں

تو پھر ان سزاؤں کا نفاذ ہو گا جو بظاہر سخت معلوم ہوتی ہیں لیکن سختی کا یہ تأثر موجودہ ماحول اور مزاج کے اعتبار سے ہے جس میں جُرم کی پرورش ہوتی ہے، ورنہ جن لوگوں کے سامنے صالح معاشرے کا تخیل ہے اور اس فعل شنیع کے اجتماعی زندگی میں مضر اثرات ان کے سامنے ہیں اور نسل اور حضانت و پرورش نیز اخلاق و کردار کے مسائل کا ورک رکھنے والے ہیں ان کے نزدیک یہ کوئی سختی نہیں بلکہ صحت کی بحالی کے لئے ناگزیر طور پر کڑوی دوا کا اِستعمال ہے کہ جس کے بغیر معاشرہ نہ صحت مند ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ صحت کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ اس قسم کی سزاؤں سے فعل کی شفاعت و قباحت ذہن نشین ہوتی رہتی ہے اور ارتکاب کی ہمت جاتی رہتی ہے، جس معاشرے میں برضا و رغبت عزت و ناموس کی فروخت کی اِجازت ہوتی ہے اور اس کو جرم ہی قرار نہ دیا جاتا ہو اس میں ظاہر ہے نہ حفاظتِ نسل کی اہمیت باقی رہے گی نہ عزت و ناموس کی حفاظت کی کوئی ضمانت ہو گی۔

حفاظتِ عقل کے احکام:

عقل کی حفاظت کے پیش نظر شریعت اِسلامیہ نے تمام نشہ آور چیزوں کے اِستعمال پر پابندی لگائی ہے، بعض نشہ آور چیزوں میں وقتی طور پر جسمانی فوائد بھی معلوم ہوتے ہیں اور اِنسانی نفسیات چونکہ خواہش کی تابع ہوتی ہیں اس لئے ان فوائد کو بڑھا چڑھا کر سامنے لایا جاتا ہے اور اس فعل کی شناخت کو اوجھل کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس نفسیات کو بیان کر کے اُصولی لحاظ سے اس کو رد کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ معمولی فوائد پر نگاہ مرکوز کرنے کے بجائے نقصانات کی خطرناکی اور اس کی زیادت پر نظر رکھنی چاہئے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

''يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا'' [31]

''اے پیغمبر آپ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہہ دیجئے ان دونوں میں نقصان بہت ہے اور اِنسانوں کے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا نقصان فائدے سے بہت زیادہ ہے''

اس آیت میں شراب اور جوئے کے نفع و نقصان کے بارے میں یہ اُصولی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ چیزوں میں صرف نفع ہی نہ دیکھنا چاہئے اس لئے کہ کوئی چیز بھی کسی نہ کسی حیثیت سے نفع سے خالی نہیں ہوتی ہے بلکہ نفع و نقصان دونوں پر نظر ڈالنی چاہئے۔ جس چیز میں نقصان زیادہ ہو اسے ترک کر دینا چاہئے خواہ تھوڑا بہت نفع بھی اس میں ہو، اس لئے قرآن حکیم نے اس کو ''رجس'' یعنی پلید فرمایا اور بتایا کہ یہ شیطان کے

اعمال ہیں ان سے بچتے رہو۔ اس پر تمہاری فلاح کا مدار ہے۔[32] سلبی احکام کے سلسلے میں اس قانونِ عام کی خلاف ورزی کی صورت میں شریعت اِسلامیہ نے سزائیں مقرر فرمائی ہیں چنانچہ شراب نوشی کی سزا اسی درے مقرر ہے اور فقہاء کرام نے فرمایا کہ اس جُرم کی سزاء میں اسی دروں پر اجماع پایا جاتا ہے۔ علامہ مرغینانی فرماتے ہیں:

''وحدالخمر والسکر ثمانون سوطاً با جماع الصحابة''[33]

''شراب اور نشہ کی سزا اسی کوڑے ہیں یہ صحابہ کے اِتفاق سے ثابت ہے''

موجودہ دور میں شراب نوشی فیشن بن گئی ہے اور ترقی کی علامت سمجھی جانے لگی ہے، لیکن کسی برائی کے عام ہو جانے سے نہ اس کی برائی میں کمی پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کے مضر اثرات و نقصانات سے بچاؤ ہوتا ہے، آنحضرت ﷺ نے شراب کو ''اُم الخبائث'' قرار دیا ہے چنانچہ اس کے نفسیاتی اثرات کا مشاہدہ پہلے سے زیادہ ہو رہا ہے۔

حفاظتِ مال کے احکام:

اس بارے میں شریعتِ اسلامیہ نے باہمی تبادلہ، مال کی ملکیت اور منتقلی، خرید و فروخت، ہبہ، وراثت، شرکت و مضاربت ار دیگر کاروبار مالی سے متعلق تفصیلی احکام و قوانین مقرر کئے ہیں، شریعتِ اسلامیہ نے مالیات اور تجارت کے لئے جن طریقوں کی اجازت دی ہے وہ سب مبنی بر عدل و انصاف ہیں اور اس کے بر خلاف سارے طریقے باطل ہیں، قرآن کریم نے یہ ہدایت دی ہے۔

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ''[34]

''اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت ہو''

دوسری آیت کریمہ میں فرمایا۔

''وَلاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُواْ بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُواْ فَرِيْقاً مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ''[35]

''ایسا نہ کرو کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھاؤ اور نہ ایسا کرو کہ مال و دولت کو حاکموں تک رسائی (رشوت کے طور پر) کا ذریعہ بناؤ تاکہ دوسروں کے مال کا کوئی حصّہ ناحق وصول کرو''

اسلام کا مالیاتی نظام بہت وسیع ہے، موجودہ دُنیا نے بڑی ترقی کی ہے جس کی بناء پر نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں ان تمام مسائل کا حل اسلام کے اساسی احکام، سُنت کی تشریحات اور فقہاء کرام کی تفصیلات کی روشنی میں ہونا چاہیئے۔ موجودہ دور کے مالیاتی، اقتصادی اور تجارتی طریقوں میں جہاں کہیں باطل اور استحصال کی آمیزش ہو اس حصّے کو الگ کر کے تمدنی ترقی اور معاشی ضروریات کا بندوبست ہو سکتا ہے، چنانچہ کاروبار و صنعت وغیرہ کی نئی شکلوں پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے، ان کے فوائد و نقصانات کو سمجھا جائے پھر اخلاقی اور معاشرتی نقطہ نگاہ سے ان کو پرکھا جائے، اور حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کیا جائے۔ مزید برآں باطنی طور پر بھی اس کی حفاظت کی گئی ہے اور صدقات و خیرات اور زکواۃ کا پورا پروگرام دیا گیا ہے۔ چنانچہ شریعتِ اسلامیہ نے اس کے لئے اُصول وضع کئے ہیں کہ آمدنی اور پیداوار کا ایک حصّہ اہلِ حاجت کی ضروریات اور دیگر رفاہِ عامہ کے کاموں میں صرف ہو، اس سے باطنی طور پر مال کی حفاظت اور اس کی تطہیر ہوتی ہے۔ شریعتِ اسلامیہ انسانوں میں باہمی محبت و ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے مختلف صورتیں متعین کی ہیں۔ جن میں بعض تو واجبی و لازمی ہیں یہی وجہ ہے کہ زکواۃ کی مقدار، نصاب اور اس کی اشیاء کی تفصیل ذکر کر دی گئی ہے اور انسانوں کی مرضی پر اس کو نہیں چھوڑا گیا ہے اور کچھ چیزیں لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دی گئی ہیں جیسے نفلی صدقات و خیرات وغیرہ۔ اس کے ساتھ لوگوں کے ایسے جذبات و عادات اور اِحساسات و تصورات پر پابندی لگائی ہے کہ جس کا نتیجہ دنیوی واخروی سعادت سے محرومی کی صورت میں نکلتا ہے اور جس سے تمدن و معاشرت کی تباہی یا نقصان وجود میں آتا ہے، بنابریں، سود، مال کی حرص اور بُخل پر پابندی لگادی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

''يَمْحَقُ اللّٰهُ الْرِّبَا وَيُرْبِیْ الصَّدَقَات'' [36]

''اللہ سود کو مٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے''

''وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ'' [37]

''تم جو سود دیتے ہو کہ اس سے اموال میں اِضافہ ہو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور تم جو زکواۃ دیتے ہو اور اس سے اللہ کی رضامندی چاہتے ہو ایسے لوگ اپنے اموال کو کئی گنا بڑھانے والے ہیں''

''یا ایها الذین اٰمنو ا اتقو االله وذرواما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین'' [38]

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جس قدر سود مقروضوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے

اسے چھوڑ دو"

''وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاہُمُ اللّهُ مِن فَضْلِہِ ہُوَ خَيْراً لَّہُمْ بَلْ ہُوَ شَرٌّ لَّہُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُواْ بِہِ يَوْمَ الْقِيَامَۃِ'' [39]

''جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے قدرت دیا ہے اور وہ مال خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ ایسا کرنا ان کے لئے کوئی بھلائی کی بات ہے بلکہ یہ ان کے لئے بڑی ہی برائی ہے، قریب ہے کہ قیامت کے دن یہ مال و متاع ان کے گلوں میں عذاب کا طوق بنا کر پہنا دیا جائے"

سلبی احکام کے طور پر خلاف ورزی کی صورت میں چوری، ڈاکہ اور رہزنی کی سزائیں مقرر کی گئی ہیں، چوری کی سزایوں بیان ہوئی ہے۔

''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَہُمَا جَـــــزَاء بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّـــنَ اللّه'' [40]

''مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو جو کچھ اِنہوں نے کیا ہے یہ اس کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت"

ڈاکہ زنی اور رہزنی کی سزایوں بیان ہوئی ہے۔

''إِنَّمَا جَزَاء الَّذِيْنَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَہُ وَيَسْعَوْنَ فِيْ الأَرْضِ فَسَاداً أَن يُقَتَّلُواْ أَوْ يُصَلَّبُواْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْہِمْ وَأَرْجُلُہُم مِّنْ خِلاَفٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ الأَرْضِ ذَلِكَ لَہُمْ خِزْیٌ فِیْ الدُّنْيَا وَلَہُمْ فِیْ الآخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِيْم'' [41]

''بلاشبہ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور مُلک میں خرابی پھیلانے کے لئے دوڑتے رہتے ہیں۔ یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جگہوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا انہیں جلا وطن کیا جائے۔ یہ ان کے لئے دُنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے عذاب عظیم ہے"

موجودہ زمانہ کے مذاق کے اعتبار سے یہ سزائیں سخت معلوم ہوتی ہیں، لیکن ان جرائم کی نوعیت اور معاشرہ کی اصلاح کی اہمیت کے لحاظ سے سخت نہیں ہیں، جن لوگوں کی نظر معاشرتی زندگی کی اصلاح اور حقیقی امن و آشتی پر نہیں وہ چاہیں تو اعتراض کرتے پھریں، لیکن شریعت اپنے بُلند مقصد کے پیشِ نظر اس طرح کی سختی پر مجبور ہے۔

مذکورہ احکام کے مکملات:

ان احکام کے علاوہ دیگر احکام بھی ہیں جو انہیں قوت بخشنے اور کمال کے درجے تک پہنچانے والے ہیں، مثلاً جان کی حفاظت کے سلسلے میں قصاص میں مثلیت کی شرط جس کی رعایت کے بغیر شریعت کا مقصد بطورِ کمال حاصل نہیں ہو سکتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِيْ الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالأُنثَى بِالأُنثَى''[42]

''اے ایمان والو مقتولوں کے بارے میں تم پر قصاص (برابری) فرض کیا گیا ہے
آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت''

حفاظت جان کے سلسلے میں محنت کے حق کے قوانین بھی تکمیلی انداز کے ہیں، اس لئے کہ جان کی محنت کا صحیح بدل ملنا ہی انصاف وعدل قائم کر سکتا ہے اس بارے میں قرآن کا بیان ہے۔

''لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُونَ''[43]

''نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے''

احادیث میں اس کی تشریحات ملتی ہیں کہ محنت کی اجرت اتنی ضرور ہونی چاہئے کہ جس سے مزدور کی ضروریاتِ اصلیہ پوری ہوں، مزدور کی اجرت فوری ادا کرنا چاہیئے اور اس پر اتنی مشقت نہ کرنی چاہیئے کہ جو اس کی طاقت وبرداشت سے زیادہ ہو، اس کے کام کی نوعیت اور اجرت کا تعین ضروری ہے وغیرہ وغیرہ۔[44] حفاظت مال کے سلسلے میں قرض، امانت، تاوان اور اس کی مثلیت کی ادائیگی وغیرہ کے احکام یہ تمام اور اس طرح کے دیگر مالی احکام حفاظتِ مال کے سلسلے میں تکمیلی احکام ہیں۔ حفاظتِ نسل کے سلسلے میں دواعی زنا اور شہوت پر پابندی کے احکام تکمیلی نوعیت کے ہیں، چنانچہ قرآن کریم نے مردوں اور عورتوں کو اپنی نظریں نیچے رکھنے اور ناجائز پر ڈالنے سے روکنے اور عورتوں کو پردے کے احکامات اور زیب وزینت کو ظاہر نہ کرنے کے احکام دیئے ہیں۔[45] حفاظتِ عقل کے سلسلے میں منشیات کی تھوڑی مقدار میں استعمال پر بھی پابندی عائد کی گئی ہے ورنہ اس کی عادت پڑ جانے کے بعد حدود کے اندر رہنا ممکن نہیں رہتا اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔[46] حفاظتِ دین کے سلسلے میں ''شعائر دین'' کی تعظیم کے احکام ہیں اس لئے دین کی اصلی شکل میں بقاء ودوام بڑی حد تک شعائر پر موقوف ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام زندہ قومیں اپنے شعائر کو عزیز رکھتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کے تقوٰی سے پیدا ہوتی ہے۔ سد ذرائع کے طور پر شریعتِ

اسلامیہ نے جو پابندیاں لگائی ہیں وہ بھی اس نوعیت کی ہیں۔

مقاصد حاجیات:

اس قسم کے مقاصد و مصالح سے مراد وہ اُمور ہیں کہ جن پر فی نفسہ "کلیاتِ خمسہ" کا قیام و بقاء تو موقوف نہیں لیکن ان کی رعایت سے زندگی خوش گوار بنتی ہے مضرت کا دفعیہ ہوتا ہے، مشقتوں اور کلفتوں سے نجات ملتی ہے، فقہاء کی اصطلاح میں انہیں "مصالح حاجیہ" کہتے ہیں۔ ان سے متعلقہ احکام میں عبادات میں تخفیف و سہولت کے اسباب، مرض و سفر میں رعایتی احکام و قوانین، عادات میں شکار وغیرہ سے متعلق احکام، اسی طرح کھانے پینے، رہنے سہنے کے باب میں طیبات کے استعمال کے قوانین اور معاملات میں قرض، آب پاشی، تابع و متبوع، بیع سلم وغیرہ کے احکام ہیں۔

حاجیات کے مکملات:

کچھ احکام و قوانین ایسے بھی ہیں جو ان کو قوت دینے والے اور درجۂ کمال تک پہنچانے والے ہیں، مثلاً ازدواجی زندگی میں "کفو" اور "مہر مثل" کے احکام، رہن، شہادت و عدالت اور سفر و مرض کی مخصوص حالت کے احکام اور نماز وغیرہ کے احکام۔

مقاصد تحسینیہ:

اس قسم کے مصالح و مقاصد سے زندگی مزین اور مہذب بنتی ہے، ان کے بغیر انسان شرعی لحاظ سے گندہ اور معاشرتی اور تمدنی لحاظ سے بد تہذیب کہلاتا ہے، اس قسم میں تمام مکارم اخلاق، تعلیم و گفتگو کے آداب، کھانے پینے کے آداب، معاشی اور معاشرتی زندگی میں اعتدال و توازن برقرار رکھنے کے احکام شامل ہیں۔ نفلی نماز و روزہ اور صدقہ و خیرات اور عفو و درگزر اور لین دین میں نرمی و سہولت وغیرہ کا تعلق بھی اس قسم کے ساتھ ہے۔ ازالہ نجاست و حصولِ طہارت، ستر عورت کے احکام، لباس میں زیب و زینت اور کھانے پینے اور رہنے سہنے میں عُمدگی و خوش اسلوبی وغیرہ احکام بھی مصالح تحسینیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مزید برآں گندی چیزوں کی خرید و فروخت، قدرتی چیزوں سے انتفاع کے حق میں تمام لوگوں کی شرکت اور مرد و عورت میں فطری ساخت کے پیشِ نظر کاموں کی نوعیت وغیرہ کی تعیین بھی مصالح تحسینیہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

تحسینیات کے مکملات:

مصالح تحسینیہ کے بھی کچھ مقومات اور مکملات ہیں جن کا اجمال حسبِ ذیل ہے:

ا۔ آداب و مستحبات کے درجہ کی تمام باتیں۔

ب۔ لغو کام اور لغو باتوں سے اجتناب کی تاکید۔

ج۔ صدقہ، خیرات، عقیقہ اور قربانی میں عمدگی کا لحاظ وغیرہ۔

مصالح و مقاصد کے چند اُصول:

گزشتہ بحث میں مصالح و مقاصد کی تینوں قسموں، ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ کا ذکر آچکا۔ لیکن "مقاصد ضروریہ" اصل ہیں اور حاجیہ و تحسینیہ اس کے فرع ہیں اس لئے ضروریہ کی اہمیت سب سے زیادہ ہے، اگر مقاصد ضروریہ فوت ہو جائیں گے تو حاجیہ اور تحسینیہ بھی اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہ سکیں گے، اس لئے ان کے مابین ترتیب ملحوظ رکھنی چاہیئے ورنہ شریعت کا پورا اثر نُمایاں نہ ہو سکے گا۔ [47]

اس طرح مقاصد ضروریہ کے مابین اگر ترجیح وانتخاب کی ضرورت پیش آجائے تو ان میں بھی اہمیت کے لحاظ سے ایک کو دوسری پر ترجیح ہو گی، مثلاً حفاظتِ دین اور حفاظتِ جان دونوں مصالح ہیں لیکن حفاظتِ دین کے لئے جہاد کا حکم ہے اور اس طرح حفاظتِ جان کی حیثیت ثانوی ہو جاتی ہے، کیونکہ دین کی حفاظت چند اشخاص کی جان بچانے سے زیادہ اہم ہے۔ شدت پیاس و بھوک کے وقت جب جان بلب ہو اور کوئی حلال چیز پینے یا کھانے کے لئے نہ ہو تو بقدر ضرورت شراب پینے اور مُردار کھانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ جان کی حفاظت عقل و صحت بچانے پر مقدم ہے۔ اسی طرح اکراہ کا بھی حکم ہے اگر کوئی شخص دوسرے کو کسی اور کا مال تلف کرنے پر مجبور کرے اور تلف نہ کرنے کی صورت میں اس کی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ جان بچا کر دوسرے کا مال تلف کر دے کیونکہ حفاظتِ جان حفاظتِ مال پر مقدم ہے۔ [48]مصلحت یا مفسدہ کا لحاظ اس طور پر ضروری ہے کہ اس سے دنیوی اوراخروی زندگی سنوارنے کا موقعہ ملے محض ہوا و ہوس کے پیشِ نظر نہ ہو۔ [49] شریعت کے پیشِ نظر دنیوی اخروی زندگی کا قیام ہے اس کے پیش نظر ضروری ہے کہ ایک کی مصلحت کی رعایت اتنی نہ ہو کہ جس سے دوسری زندگی کی مصلحت فوت ہو جائے یا اس میں فساد واقع ہو جائے۔ [50] اگر کسی چیز میں مضرت ہو اور مصلحت بھی، اور دونوں میں ترجیح قائم نہ ہو سکتی ہو تو ضرر مفسدہ کا لحاظ کر کے اس کو ناجائز کہا جائے گا کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے، درأ لمفاسد اولیٰ من جلب المنافع "مفاسد کا دور کرنا اہم ہے منافع کے حصول سے"۔

مقالے کا اختتام حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ کے ایک جامع اقتباس پر کیا جاتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> "فان الشر یعۃ مبنا ھا واسا سھا علی الحِکَم و مصالح العباد فی المعاش والمعاد وہی عدل کلھا ورحمۃ کلھا و مصالح کلھا و حکمۃ کلھا فکل مسئلۃ خرجت من العدل اِلی الجور و عن الرحمۃ اِلی ضدھا و عن المصلحۃ اِلی المفسدۃ وعن الحکمۃ اِلی العبث فلیست من الشریعۃ وان ادخلت فیھا

بالتاویل۔ فالشریعۃ عد لاللہ بین عبادہ ورحمۃ بین خلقہ و ظلہ فی ارضہ و حکمۃ الدالۃ علیہ و علی صدق رسولہ ﷺ اتم دلالۃ و اصد قھا'' [51]

''شریعت کی بُنیاد واساس حکمتوں اور معاش و معاد میں بندوں کی مصالح پر ہے اور یہ سراسر عدل، سراسر رحمت اور سراسر حکمت ہے، پس ہر وہ مسئلہ جو عدل سے نکل کر ظلم کی طرف جائے، رحمت سے زحمت کی طرف جائے، مصلحت سے فساد کی طرف جائے اور حکمت سے عبث کی طرف جائے تو وہ شریعت کا مسئلہ نہ ہو گا اگرچہ اس کو تاویل کے ذریعہ اس میں داخل کر دیا جائے۔ تو شریعت اللہ کا اپنے بندوں کے درمیان عدل، اور مخلوق کے درمیان رحمت ہے اور اس کی زمین میں اس کا سایہ رحمت ہے اور ایسی حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے اور اس کے رسول ﷺ کی سچائی پر مکمل اور سچی دلیل ہے''

حواشی وحوالہ جات

[1] سورۃ المائدہ۔۵: ۳۔
[2] ابن عبد السلام، فخر الدین بن عبد السلام، قواعد الاحکام، ج ا صفحہ ۹ قاہرہ، مصر، س ن۔
[3] شلبی، محمد مصطفی، تعلیل الاحکام صفحہ ۳۸۷، مطبعۃ الازہر، ۱۹۴۷۔
[4] سورۃ الاعراف، ۷: ۳۲۔
[5] اخرجہ مالک فی المؤطا مرسلا: ۲/ ۷۴۵، واحمد فی المسند: ۵/ ۳۲۶ رقم الحدیث۔ ۳۲۷۹ واسنادہ حسن کمافی الاربعین للنووی، المجلۃ للاحکام العدلیۃ، مادہ:۱۹۔
[6] لجنۃ العلماء، المجلۃ للاحکام العدلیۃ: مادہ:۲۶، نور محمد کارخانۂ کتب آرام باغ، کراچی
[7] الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات [تحقیق: ابوعبیدہ، مشہور بن حسن آل]، صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵، دار عمان، ۱۹۹۷۔
[8] سورۃ البقرہ، ۲: ۲۱۹۔
[9] الشاطبی، الموافقات صفحہ ۳۱۸۔
[10] الشاطبی، الموافقات صفحہ ۲۰۲۔
[11] ایضاً۔
[12] ایضاً، صفحہ ۲۰۳۔
[13] عبد الکریم زیدان، المدخل الی دراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ صفحہ ۴۲، ۴۳۔
[14] الشاطبی، الموافقات صفحہ ۲۰۳۔
[15] ایضاً، صفحہ ۲۱۳۔
[16] الشاطبی، الموافقات، صفحہ ۲۰۳۔
[17] ۷: ۱۵۷۔
[18] الرازی، فخر الدین، تفسیر کبیر: ۴/ ۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۱ھ۔

[19] ملاجیون، احمد بن ابی سعید، نورالانوار [تحقیق و تعلیق: حافظ ثناء اللہ الزاہدی] صفحہ ۱۷۱، مرکز الامام بخاری، جامعۂ اسلامیہ، فیصل آباد، سن طبع نامعلوم۔

[20] الاعراف،۷: ۳۲۔

[21] ایضاً: ۲۶۔

[22] ایضاً: ۲۶۔

[23] سورۃ البقرہ۲: ۱۷۹۔

[24] السرخسی، المبسوط:۲۶/ ۱۰۸، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ۔

[25] الذاریات۶/ ۵: ۵۶۔

[26] سورۃ آلِ عمران،۳: ۱۱۰۔

[27] سورۃ الانفال،۸: ۴۷۔

[28] سورۃ آلِ عمران،۳: ۱۶۴۔

[29] سورۃ البقرہ۲۰: ۲۰۴،۲۰۵۔

[30] ان احکامات اور قانونی ضابطوں کے لئے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ کیجئے: سورۃ النساء،۴: ۱۵-۲۱، سورۃ البقرہ،:۲۲۸،۲۲۹۔

[31] بخاری و مسلم، کتاب الحدود، باب الرجم۔

[32] سورۃ البقرہ،۲: ۲۱۹۔

[33] سورۃ المائدہ،۵: ۹۰۔

[34] ہدایہ اولین صفحہ ۵۰۶۔

[35] سورۃ النساء،۴: ۲۹۔

[36] سورۃ البقرہ،۲: ۱۸۸۔

[37] سورۃ البقرہ،۲: ۲۷۶۔

[38] سورۃ آلِ عمران،۳۵:۳۔

[39] سورۃ البقرہ،۲: ۲۷۹۔

[40] سورۃ آلِ عمران،۳: ۱۸۰۔

[41] سورۃ المائدۃ، ۵: ۳۸۔

[42] سورۃ المائدہ،۳۳:۵۔

[43] سورۃ البقرہ،۱۷۸:۲۔

[44] سورۃ البقرہ،۲۷۹:۲۔

[45] بخاری، کتاب الایمان۔

[46] بخاری، کتاب (الاجارات، ابن ماجہ، کتاب الاحکام)۔

[47] سورۃ النور،۲۴،۳۰،۱۳۔

[48] ترمذی، کتاب الاطعمہ، باب الخمر۔

[49] سورۃ الحج،۲۲: ۳۳۔

[50] الشاطبی، موافقات، صفحہ ۲۱۴۔

[51] عزالدین، قواعد الاحکام، ج ۱ صفحہ ۹۔